# غزوہ احد

<"xml encoding="UTF-8?>

غزوہ احد

غزوہ احد [عربی: غَزوَۃُ أُحُد] مشرکین قریش کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کے مشہور غزوات میں سے ہے جو سنہ 3 ہجری میں بمقام کوہ احد انجام پایا۔

جنگ بدر میں قریش کی شکست کے بعد، قریشی ابو سفیان کی سرکردگی میں بدر کے ہالکین کی خونخواہی کی غرض سے رسول اللہؐ اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ قریش کا سامنا کرنے کے لئے رسول خداؐ اور مہاجرین و انصار کے زعماء کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ مدینہ سے باہر نہ نکلیں اور وہیں دفاع کریں؛ لیکن مسلم نوجوان اور حمزہ بن عبد المطلب مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کے خواہاں تھے۔ آخرکار رسول اللہؐ نے جنگ کے لئے شہر سے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا۔

جنگ کا ابتدائی نتیجہ، مشرکین کی شکست کی صورت میں برآمد ہوا لیکن مسلمان تیر اندازوں کے ایک گروہ نے ۔ جس کو رسول خداؐ نے عبداللہ بن جبیر کی سرکردگی میں کوہ احد کی بائیں جانب واقع کوہ عینین پر تعینات کیا تھا ۔ فتح کے گماں میں کوہ عینین پر اپنا مورچہ ترک کردیا۔ مشرکین نے اس علاقے میں مسلم مجاہدین کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھایا اور انہیں شکست دی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے؛ 70 مسلمان شہید ہوئے؛ حمزہ بن عبد المطلب شہید ہوئے اور ان کے جسم کو مثلہ کیا گیا؛ رسول اللہؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپؐ کے دندان مبارک شہید ہوگئے۔
مدینہ پر مشرکین کی لشکر کشی

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کی بھاری شکست کے ایک سال بعد سنہ 3 ہجری میں، قریشی ابو سفیان کی سرکردگی میں بدر کے ہلاک شدگان کے انتقام کے طور پر رسول خداؐ اور مسلمانوں کے خلاف ایک بار پھر جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ ابو سفیان نے اس مقصد کے لئے عمرو بن عاص، ابن زبعری اور ابو عزہ جیسے افراد کو دوسرے قبائل کی حمایت حاصل کرنے کا کام سونپا۔[1] اور بالآخر اپنے لشکر کے ہمراہ ۔ جس کی تعداد 3000 افراد تک بتائی گئی ہے ۔ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ واقدی کا کہنا ہے کہ رسول خداؐ گویا قبا کے علاقے میں عباس بن عبد المطلب کے خفیہ طور پر بھجوائے گئے خط کے ذریعے مشرکین کی نقل و حرکت سے مطلع ہوئے،[2] تاہم دوسری روایات میں اس خط کی طرف اشارہ نہیں ہوا ہے۔[3]

5 شوال سنہ 3 ہجری کو مشرکین ۔ احد کے قریب ۔ "عُرَیض" کے علاقے میں پہنچے اور اپنے چوپایوں کو وہاں کے کھیتوں میں چرنے کے لئے چھوڑ دیا[4] پیغمبر اکرمؐ اپنے ایک صحابی کے ذریعے دشمن کی نفری اور وسائل سے باخبر ہوئے تھے چنانچہ اوس اور خزرج کے بعض عمائدین منجملہ سعد بن معاذ، اسید بن خضیر اور سعد بن عبادہ کچھ افراد کے ساتھ ۔ مشرکین کی یلغار کے خوف سے جمعہ کی صبح تک مسجد میں پہرہ دیتے رہے۔[5]

پیغمبر خداؐ کا اصحاب کے ساتھ مشورہ

رسول خداؐ نے جمعہ کے روز دفاعی اقدامات کی کیفیت کے سلسلے میں اصحاب کے ساتھ مشورہ کیا۔ آپؐ چاہتے تھے کہ مسلمان مدینہ سے باہر نہ نکلیں۔ مہاجرین اور انصار کے اکابرین بھی یہی چاہتے تھے بالخصوص وہ لوگ جو شہر مدینہ کی سابقہ جنگوں کے تجربے کے پیش نظر، کہتے تھے کہ مسلمان شہر سے باہر نہ جائیں لیکن مسلم نوجوان، یہاں تک حمز بن عبد المطلب جیسے بزرگ صحابی کا اصرار تھا کہ جنگ شہر سے باہر لڑی جائے۔ آخرکار رسول خداؐ نے مؤخر الذکر اصحاب کی رائے قبول کی۔[6]
رسول خداؐ کی مدینہ سے روانگی

رسول خداؐ ایک ہزار مسلمانوں کا لشکر لے کر مدینہ سے باہر نکلے،[7] اور ایک رات مدینہ اور احد کے درمیانی علاقے "شیخان" میں منتظر رہے اور دوسرے دن صبح کے وقت دوبارہ روانہ ہوئے۔[8]
عبداللہ بن ابی کا آپؐ سے الگ ہوجانا

ابھی سپاہ اسلام کے مقام احد پر پہنچے تھوڑا سا ہی وقت گذرا ہوگا کہ عبداللہ بن ابی، نے اس بہانے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی کہ مدینہ میں رہ کر لڑنے کے بارے میں اس کی دی ہوئی تجویز کو قبول نہیں کیا تھا۔ وہ ایک جماعت کو لے کر مدینہ پلٹا۔[9] اور مسلمانوں کی تعداد 1000 سے گھٹ کر 700 تک پہنچی۔
جنگ کی تیاریاں

رسول خداؐ نے لشکر کو منظم اور مرتب کیا اور کوہ احد کی طرف پشت کرکے دشمن کے سامنے صف آرا ہوئے جبکہ اور عبداللہ بن جبیر کو تیراندازوں کا ایک دستہ دے کر کوہ عینین پر تعینات کیا جو احد کے بائیں جانب واقع ہے۔[10] مشرکین نے بھی صف آرائی کی: میمنہ کی کمان خالد بن ولید کو جبکہ میسرہ کی کمان عکرمہ بن ابوجہل کے سپرد کی گئی[11] رسول خداؐ نے جنگ شروع ہونے سے قبل خطبہ دیا [12] اور تیراندازوں پر زور دیا کہ مسلمانوں کے عقبی مورچے کی سختی سے حفاظت کریں اور کسی صورت میں بھی اپنا مورچہ نہ چھوڑیں۔[13]
مسلمانوں کی ابتدائی فتح

جنگ شروع ہوئی تو مشرکین کے ایک جنگجو طلحہ بن ابی طلحہ نے مبارز طلبی کی۔ علیؑ میدان میں اترے اور اس کو گرا کر ہلاک کردیا چنانچہ مسلمان اس ابتدائی کامیابی سے مسرور ہوئے اور تکبیر کے نعرے لگا کر اچانک مشرکین کی صفوں پر حملہ آور ہوئے۔[14] مسلمان بہت تیزی سے مشرکین پر غالب آئے اور مشرکین فرار ہوئے۔[15]
مسلمانوں کی شکست

جن تیر اندازوں کو لشکر اسلام کے بائیں جانب تعینات کیا گیا تھا غنیمت کی طمع کرکے اپنا مورچہ چھوڑ گئے اور ان کے سالار عبداللہ بن جبیر کا اصرار ۔ جو انہیں رسول خداؐ کی فرمانبرداری کی دعوت دے رہے تھے ۔ بےسود رہا۔ خالد بن ولید ۔ جو اس سے پہلے بھی تیراندازوں کی تعیناتی کے مقام سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ناکام کوشش کرچکا تھا۔[16] ۔ اس بار درے کے اوپر باقیماندہ چند تیراندازوں پر حملہ کیا اور عکرمہ بھی [پسپائی کے بعد] خالد سے آملا تھا۔[17] اور وہ سب مل کر مشرکین کے پیادوں کے تعاقب میں مصروف مسلمانوں پر پشت سے حملہ کیا۔ اسی اثناء میں کسی نے ندا دی کی پیغمبر خداؐ شہید ہوچکے ہیں۔[18] یہ خبر مسلمانوں کے

حوصلے پست ہونے کا سبب بنی اور بعض نے تو پہاڑ کی پناہ لی۔[19] مروی ہے کہ گھمسان کی لڑائی میں کئی مشرکوں نے رسول خداؐ کے قتل کی غرض سے حملے کئے جن کے نتیجے میں آپؐ کے دانت ٹوٹ گئے اور چہرہ مبارک زخمی ہوا۔[20] جبکہ صرف چند صحابی میدان میں باقی تھے[21] اور رسول خداؐ کو متعدد چوٹ آئے تھے، آپؐ پہاڑ میں موجود دراڑ کی پناہ میں چلے گئے۔[22]

شیخ مفید نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں کی پریشانی اور افراتفری اس قدر بڑھ گئی کہ پورا لشکر بھاگ گیا اور علیؑ کے سوا رسول اللہؐ کے قریب نہ رہا۔ جملہ لشکر بھاگ کیا اور بعد ازاں معدودے چند افراد آپؐ سے آملے جن میں سب سے پہلے عاصم بن ثابت، ابو دجانہ اور سہل بن حنیف آپؐ کی طرف آگئے۔[23]

حمزہ سید الشہداء کی شہادت

مشرکین نے اپنے ہتھیاروں سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کی بڑی تعداد کو شہید کیا؛ سب سے زیادہ اہم رسول خداؐ کے چچا، حمزہ بن عبد المطلب تھے جس پر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے نیزے کا وار کیا اور پھر ان کا سینہ چاک کیا اور ان کا کلیجہ نکال کر ابو سفیان کی بیوی ہند کے سپرد کیا جس کا باپ جنگ بدر میں حمزہ کے ہاتھوں ہلاک ہوچکا تھا۔ ہند بنت عتبہ نے حمزہ کا کلیجہ چپایا۔ پیغمبر اکرمؐ حمزہ کی شہادت اور ان کے بدن کا مثلہ ہونے پر بہت زیادہ مغموم اور غضبناک ہوئے۔[24]

شہداء کی تعداد

مسلمانوں نے اپنے شہداء کی تدفین کا اہتمام کیا اور پیغمبرؐ نے ایک ایک کرکے شہداء کی میتوں پر ۔ جن کی تعداد 70 یا اس سے کچھ زیادہ تھی ۔[25] اور ہر بار یہی فرمایا کہ حمزہ سید الشہداء کا جسم مطہر بھی ہر شہادت کے ساتھ رکھا جائے۔ اور یوں حمزہ کی میت پر 70 یا کچھ زیادہ، مرتبہ نماز پڑھی۔[26] شہدائے احد ۔ جنہیں کوہ احد کے دامن میں سپرد خاک کیا گیا ہے ۔ کے اسماء قدیم کتب میں بیان ہوئے ہیں۔ مشرکین میں سے بھی 20 سے کچھ زائد افراد مارے گئے۔

ابو سفیان کا موقف

بالآخر دو لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوئے، ابو سفیان دامن کوہ کے قریب آیا ۔ جہاں مسلمان موجود تھے ۔ اور بتوں کی ثناگوئی کرتے ہوئے یوم احد کو یوم بدر کے برابر قرار دیا۔[27]

جنگ کی تاریخ

غزوہ احد بروز شنبہ، 7 شوال سنہ 3 ہجری ۔ بمطابق 23 مارچ سنہ 625 عیسوی، انجام پایا۔[28] تاہم بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ جنگ 15 شوال کے دن ہوئی ہے۔[29]

آیات کریمہ کا نزول

منابع و مآخذ جنگ احد کی شان میں نازل ہونے والی کئی آیات کریمہ ۔ منجملہ: سورہ آل عمران کی آیات 121 سے 129 تک، ۔ کی طرف اشارہ ہوا ہے۔[30] نیز اس جنگ کے بارے میں متعدد احادیث [رسول اللہؐ]] سے نقل ہوئی ہیں۔[31] رسول اللہؐ غزوہ احد کے بعد کبھی کبھی شہدائے احد کے مزار پر حاضری دیتے تھے۔[32] اور اس کے بعد بھی جو لوگ مدینہ کے سفر پر جاتے تھے، شہدائے احد کی زیارت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔

غزوہ احد میں امیرالمؤمنینؑ کا کردار

تمام مؤرخین و محدثین کا اتفاق ہے کہ علیؑ کا کردار دوسری جنگوں کی مانند، بے مثل و بےنظیر تھا۔ اس سلسلے میں منقولہ روایات میں سے چند روایات درج ذیل ہیں:

آپؑ رسول خداؐ کے علمبردار تھے۔[33]

عماد الدین طبری، بشارۃ المصطفی، ص186۔<ref/> اور بقولے مہاجرین کا پرچم سنبھالئے ہوئے تھے۔ [34]

مشرکین کا پرچمدار طلحہ بن طلحہ آپؑ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ [35] افراد نے یکے بعد دیگرے مشرکین کا پرچم اٹھایا جو آپؑ کے ہاتھوں مارے گئے؛ جس کے بعد مشرکین کا پرچم لہراتا نظر نہیں آیا۔[36]

خالد بن ولید کے حملے کے بعد سپاہ اسلام کی اکثریت نے فرار کی راہ اپنائی تو آپؑ نے رسول اللہؐ کی جان کا تحفظ کیا۔[37]

ابن اسحق کی روایت کے مطابق اس جنگ میں 22 مشرکین ہلاک ہوئے [38] جن میں سے 12 افراد کو آپؑ نے ہلاک کیا۔[39]

علیؑ کی جانفشانی دیکھ کر جبرائیل نے آپؑ کی تعریف و تمجید کی اور ان کی مشہور ملکوتی ندا لا سیفَ إلّا ذوالفقارِ ولا فتی إلّا علیٌّ کی صدائے بازگشت میدان احد میں ہی سنائی دی۔[40]

اس جنگ میں آپؑ کے جسم پر لگے زخموں کی تعداد 90 تک پہنچی۔[41]

آپؑ ہی کی استقامت کی وجہ سے ہزیمت زدہ مسلمانوں کی ایک جماعت ایک بار پھر رسول خداؐ کے گرد مجتمع ہوئی۔ [42]

جب آپؑ کا ہاتھ ٹوٹ گیا اور پرچم گر گیا تو رسول خداؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ پرچم آپؑ کے بائیں ہاتھ میں دیں کیونکہ وہ دنیا اور آخرت میں میرے علمدار ہیں۔ [43]

جبرائیل نے علیؑ کے جہاد کی طرف اشارہ کرکے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جانفشانی ہے، تو آپؐ نے فرمایا: وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں"، جبرائیل نے عرض کیا "میں بھی آپ سے ہوں اے رسول خدا۔ [44]

---

حوالہ جات

ویکی شیعہ۔


۱-ابن اسحاق، السیر و المغازی، ص323۔322؛ واقدی، المغازی، ج1 ص201؛ طبری، تاریخ، ج2 ص500۔

۲-واقدی، المغازی، ج1، ص204۔203۔

۳-ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج2 ص62؛ طبری، تاریخ، ج2 ص502۔

۴-واقدی، المغازی، ج1، ص207۔206۔

۵-واقدی، المغازی، ج1، ص208۔

٦-واقدی، المغازی، ج1، ص210، 213؛ عروہ، مغازی رسول اللہ، 169۔168۔

۷-ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص63؛ ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں 700 افراد شامل تھے: السیر و المغازی، ص326۔

۸-واقدی، المغازی، ج1 ص218۔216۔

۹-عروہ، مغازی رسول اللہ، ص169؛ زہری، المغازی النبویۃ، ص77؛ واقدی، المغازی، ج1، ص219؛ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1 ص64۔

۱۰-واقدی، المغازی، ج1، ص220۔219۔

۱۱-واقدی، المغازی، ج1، ص220۔

۱۲-واقدی، المغازی، ج1، ص223۔221۔

۱۳-ابن اسحاق، السیر و المغازی، ص326؛ واقدی، المغازی، ج1، ص225۔224؛ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص66۔65؛ ۱۴-بخاری، الصحیح البخاری، ج5، ص29؛ طبری، تاریخ، ج2، ص509۔

14-واقدی، المغازی، ج1، ص226۔225۔

15-واقدی، المغازی، ج1، ص229؛ ابن سعد، الطبقات الکبری، ج2، ص41۔40۔

۱۶-واقدی، المغازی، ج1، ص229۔

۱۷-واقدی، المغازی، ج1، ص232؛ ابن سعد، الطبقات الکبری، ج2، ص42۔41۔

۱۸-زہری، المغازی النبویۃ، ص77؛ ابن اسحاق، السیر و المغازی، ص27؛ واقدی، المغازی، ج1، ص232۔

۱۹-واقدی، المغازی، ج1، ص235۔

20-واقدی، المغازی، ج1، ص244؛ زہری، المغازی النبویۃ، ص77؛ طبری، تاریخ، ج2 ص519۔

21-واقدی، المغازی، ج1 ص240۔

22-ابن اسحاق، السیر و المغازی، ص230؛ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص83؛ طبری، تاریخ، ج2، ص518۔

23-آیتی، تاریخ پیامبر اسلام، ص256۔۔

24-ابن اسحاق، السیر والمغازی، ص333۔329؛ واقدی، المغازی، ج1، ص286۔285، 290۔

25-ر.ک: واقدی، المغازی، ج1، ص328۔

26-ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص97؛ واقدی المغازی، ج1 ص310؛ ابن سعد، الطبقات الکبری، ج2، ص44؛ بلاذری، ۲۸-انساب الاشراف، ص336۔

27-زہری، المغازی النبویۃ، ص78؛ ابن اسحاق، السیر والمغازی، ص333۔329؛ واقدی، المغازی، ج1 ص297۔296؛ بلاذری، -انساب الاشراف، ج1، ص327۔

29-واقدی، المغازی، ج1، ص199؛ ابن سعد، الطبقات الکبری، ج2، ص36؛ بلاذری، انساب الاشراف، ج1، ص312۔311۔

ابن اسحاق، السیر والمغازی، ص324؛ ابن حبیب، المحبر، ص113۔112؛ طبری، تاریخ، ج2، ص534۔

30-واقدی، المغازی، ج1، ص319 اور بعد کے صفحات؛ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص106 اور بعد کے صفحات؛ طبری، تفسیر، ج4، ص45 بہ بعد۔

31-بخاری، صحیح البخاری، ج5، ص40۔39؛ البکری، معجم ما استعجم، ج1، ص117۔

32-بخاری، صحیح البخاری، ج5، ص29۔

33-ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج42 ص72؛ طبرسی، إعلام الوری، ج1 ص374۔

34-مفید، الإرشاد، ج1 ص80؛ واقدی، المغازی، ج1 ص215؛ طبری، تاریخ الطبری، ج2 ص516۔

35-واقدی، المغازی، ج1، ص226۔ طبری، تاریخ الطبری، ج2، ص509؛ ابن ہشام، السیرۃ النبویّۃ، ج3، ص158۔

36-مفید، الإرشاد: 88/1؛ طبری، عماد الدین، بشارۃ المصطفی، ص186؛ طبری، تاریخ الطبری: 514/2۔

37-تاریخ الطبری: 518/2؛ واقدی، المغازی، ج1، ص240؛ مفید، الإرشاد، ج1، ص82۔
38-ابن ہشام، السیرة النبویّة، ج3، ص135۔
39-مفید، الإرشاد، ج1، ص91۔
40-طبری، تاریخ الطبری، ج2، ص514؛ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج1، ص552؛ کلینی، الکافی، ج8 ص90-110۔
41-قمی، تفسیر القمّی، ج1، ص116؛ طبرسی، مجمع البیان، ج2، ص826؛ الخرائج والجرائح، ج1، صص235-148۔
42-مفید، الإرشاد، ج1 ص91؛ اربلی، کشف الغمّة، ج1، ص196؛ ابن ہشام، السیرة النبویّة، 159/3۔
43-ابن شہر آشوب، مناقب آل أبی طالب: 299/3۔
44- طبرانی، المعجم الکبیر، ج1، ص318، ح941؛ ابن حنبل، فضائل الصحابة، ج2، ص657، ح1119؛ الطبرسي، احمد بن علی، الاحتجاج، الاحتجاج، ج2 ص165۔

مآخذ


قرآن، اردو ترجمہ از سید علی نقی نقوی (لکھنوی)۔
آیتی، محمدابراہیم، تاریخ پیامبر اسلام، تجدید نظر و اضافات از: ابوالقاسم گرجی، تہران: انتشارات دانشگاہ تہران، 1378ہجری شمسی۔
ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، تحقیق:ابی الفداء عبداللہ القاضی، بیروت، دارالکتب العلمیة، 1407ہجری قمری۔
ابن اسحاق، محمد، السیر والمغازی، بہ کوشش سہیل زکار، دمشق، 1398ہجری قمری/1978 عیسوی۔
ابن حنبل، احمد بن محمد، فضائل الصحابة، وصي اللہ بن محمد عباس، جامعة ام القری، مکة المکرمة، 1402 ہجری قمری / 1983 عیسوی.
ابن حبیب، محمد، المحبر، بہ کوشش ایلزہ لیشتن اشنتر، حیدرآباد دکن، 1361ہجری قمری/1942 عیسوی۔
ابن سعد، الطبقات الکبری، بیروت، دار صادر، 1968 عیسوی۔
* ابن شہر اشوب، مشیر الدین أبی عبد اللہ محمد بن علی، مناقب آل أبی طالب، تصحیح وشرح: لجنة من أساتذة النجف الاشرف، المکتبة الحیدریة 1376 ہجری قمری / 1956 عیسوی۔
ابن ہشام، عبدالملک، السیرة النبویة، بہ کوشش مصطفی سقا و دیگران، قاہرہ، 1357ہجری قمری/1955 عیسوی۔
ابوعبید بکری، عبداللہ، معجم ما استعجم، بہ کوشش مصطفی سقا، بیروت، 1403ہجری قمری/1983 عیسوی۔
اربلی، علی بن عیسی بن ابی الفتح، کشف الغمہ، بیروت: دار الاضواء.
اصطخری، ابراہیم، مسالک الممالک، بہ کوشش ذخوبہ، لیدن، 1927عیسوی۔
بخاری، صحیح البخاری، قاہرہ، 1315ہجری شمسی۔
بلاذری، احمد، انساب الاشراف، بہ کوشش محمد حمیداللہ، قاہرہ، 1959 عیسوی۔
قطب الدین الراوندي، أبو الحسین سعید بن ہبة اللہ، الخرائج والجرائح، مؤسسة الامام المہديؑ، قم، الطبعة: الاولی، 1409ہجری قمری۔

زہری، محمد، المغازی النبویۃ، بہ کوشش سہیل زکار، دمشق، 1401ہجری قمری / 1981ہجری شمسی۔.
الطبراني، سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، تحقيق حمدي عبد المجيد السلفي، مطبعة الزهراء الحديثة، الموصل، العراق، الطبعة الثانية، 1984عیسوی۔
الطبرسي، احمد بن علي، الاحتجاج، تعليقات: السيد محمد باقر الخرسان، دار النعمان للطباعة، النجف الاشرف، 1386 ہجری قمری / 1966عیسوی۔
طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، تہران، ناصرخسرو، 1383 ہجری شمسی۔
طبری، عمادالدین، بشارة المصطفی لشیعة المرتضی، (ترجمہ فارسی: محمد فربودی)، انتشارات نہاوندی، چاپ اول۔ 1387 ہجری شمسی۔
طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری۔
طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری۔
قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر قمی، قم، دارالکتاب، 1363 ہجری شمسی۔
کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، تصحیح: علی اکبر غفاری، تہران، دار الکتب السلامیہ، چاپ سوم. 1367 ہجری شمسی۔
عروۃ بن زبیر، مغازی رسول اللہ، بہ کوشش محمد مصطفی اعظمی، ریاض، 1404ہجری قمری/1981ہجری شمسی۔
المفيد، الشيخ محمد بن محمد بن النعمان العكبري البغدادي، الارشاد في معرفة حجج الله علي العباد، مؤسسة ال البيتؑ لتحقيق التراث، قم سنة 1413ہجری قمری۔
واقدی، محمدبن عمر، کتاب المغازی، چاپ مارسدن جونز، لندن 1966 عیسوی، چاپ افست قاہرہ، بی‌تا۔
حموی، یاقوت، معجم البلدان.